سوال

خاوند اور بیوی کے لیے کونسے حالات ایسے ہیں جن میں اجازت لینے کا خیال رکھنا ہوگا، کہ اس وقت گھر میں محرم یا غیر محرم شخص آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

ازدواجی گھر ایک بہت ہی شرف و تکریم والا گھر ہے اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی دونوں کو ہی اس گھر کی حفاظت کا حکم دیا ہے، اور خاص کر بیوی کو اللہ سبحانہ و تعالی نے اس گھر کی امانت کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ گھر کی مالکن اور اولاد کی تربیت کرنے والی ہے

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"تم عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی اختیار کرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امان سے حاصل کیا ہے، اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اور تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تمہارے گھر میں وہ شخص داخل نہ ہو جسے تم ناپسند کرتے ہو، اور اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ہلکی سی مار کی سزا دو، اور تم پر ان عورتوں کا نان و نفقہ اور ان کے لباس کا اچھے طریقہ سے حق ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

گھر میں اجازت کے مسئلہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

اول:

اگر خاوند بیوی کو اس کے رشتہ داروں میں سے کسی معین محرم شخص کو اپنے گھر میں آنے کی صریح اجازت دیتا ہے، یا کسی عورت کو یا پھر خاوند نے عام اجازت دی ہو تو اس صورت میں علماء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق بیوی کو انہیں اپنے گھر آنے کی اجازت دینی جائز ہے

دوم:

اگر خاوند اجازت دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرے تو پھر بیوی ظن غالب پر عمل کرتی ہوئی اس شخص کو گھر میں آنے کی اجازت دے گی جس کے بارہ میں بیوی کا ظن غالب ہو کہ خاوند اس کے آنے میں اعتراض نہیں ہوگا اسے گھر میں آنے کی اجازت دے سکتی ہے

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہوتا ہو جس کا گھر میں خاوند کی غیر موجودگی میں بھی آنا جائز ہو یعنی وہ محرم ہو یا پھر عورت، لیکن اگر بیوی کے ظن غالب میں ہو کہ خاوند کسی معین شخص کے گھر آنے کو ناپسند کرتا ہے تو بیوی کے لیے خاوند کی غیر موجودگی میں اس شخص کو گھر آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے، اس پر سب اہل علم متفق ہیں

الموسوعۃ الفقھیۃ (125/30) میں درج ہے:

"خاوند کا اپنی بیوی پر حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کسی بھی عورت کے لیے خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں، اور وہ خاوند کے گھر میں خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4899) صحیح مسلم حدیث نمبر (1026).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ :

"اس حدیث میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر میں کسی کو آنے نہیں دے گی اور یہ اس پر محمول ہے کہ جب بیوی کو خاوند کی رضامندی کا علم نہ ہو، لیکن اگر خاوند کی رضامندی کا علم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں، مثلا ایسا شخص جس کی عادت ہو کہ وہ مہمان مہمان خانے میں لاتا ہو، چاہے خاوند غائب ہو یا گھر میں موجود ہو تو پھر اس کے لیے خاص اجازت کی ضرورت نہیں

حاصل یہ ہوا کہ خاوند کی اجازت کی تفصیل یا اجمال کا اعتبار ضروری ہے

سوم :

جب خاوند کسی معین شخص کو گھر میں داخل کرنے کی صریحا کراہت کر دے، یا پھر اس کی غیر موجودگی میں کسی کے بھی گھر آنے کو ناپسند کرتا ہو، تو بیوی کے لیے خاوند کے گھر میں اسے گھر میں آنے کی اجازت دینا حرام ہے

لیکن کیا خاوند حق حاصل ہے وہ بیوی کو اپنے والدین یا کسی اور محرم شخص کو ملنے کے لیے گھر آنے سے روک دے ؟

اس میں اہل علم کے دو قول پائے جاتے ہیں : ایک قول جواز کا اور دوسرا منع کا ہے

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

"احناف کا صحیح مسلک یہی ہے کہ بیوی کے والدین ہر جمعہ کے دن اپنی بچی کو ملنے آسکتے ہیں، خاوند اپنی بیوی کو اس سے روک نہیں سکتا، اور اسی طرح سال میں ایک بار محرم شخص اس کی بیوی سے مل سکتا ہے خاوند کے لیے روکنا جائز نہیں، مالکیہ کا بھی یہی مسلک ہے

اور اسی طرح اگر بیوی کی اس خاوند کے علاوہ دوسرے سے اولاد ہو اور وہ چھوٹے بچے ہوں تو خاوند انہیں روزانہ ایک بار ماں سے ملنے کے لیے آنے سے نہیں روک سکتا، اور اگر عورت کے والدین نے خاوند پر بیوی کو خراب کرنے کا الزام لگایا تو پھر ان کا خاوند کی خاندان سے کسی امین عورت کے ساتھ آنے کا فیصلہ کیا جائیگا، اور اس کی اجرت خاوند پر ہوگی

شافعی حضرات کہتے ہیں کہ خاوند کو روکنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ گھر اس کی ملکیت ہے، اور اپنے ملکیتی گھر میں اسے روکنے کا حق حاصل ہے، احناف کا قول بھی یہی ہے

اور حنابلہ کہتے ہیں کہ : خاوند اپنی بیوی کے والد کو بچی سے ملنے سے نہیں روک سکتا، کیونکہ اسے روکنے میں قطع رحمی ہوتی ہے، لیکن اگر اسے قرائن سے علم ہو کہ بیوی کے والدین کے آنے کی بنا پر کوئی ضرر اور نقصان ہوتا ہے تو وہ روک سکتا ہے" انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (82/24).

ان اقوال میں راجح یہی ہے کہ بیوی کے والدین اور محرم شخص کو خاوند نہیں روک سکتا، کیونکہ ایسا کرنے سے قطع رحمی لازم آتی ہے، اور ہر حال میں قطع رحمی کرنا حرام ہے، اس لیے

حرام کام کی کوشش کرنا جائز نہیں

بلکہ اسے تو دونوں کے مابین اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور صلہ رحمی کرے، یہ سب کو معلوم ہے کہ بیوی کے رشتہ داروں کی عزت و تکریم کرنا بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور حسن صحبت کہلاتی ہے

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"تم میں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا اور بہتر ہے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (3895) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب صحیح کہا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحۃ (1174) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور اگر بیوی کے کسی رشتہ دار میں کوئی شک و شبہ یا پھر ظن غالب ہو کہ ان میں سے کوئی ایک یا پھر اس عورت کے والدین خاوند اور بیوی کے مابین فساد کرانا چاہیں تو پھر اس وقت خرابی اور فساد کو دور کرنے کے لیے خاوند انہیں روک سکتا ہے، اور اس کا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے

واللہ اعلم

الاسلام سوال وجواب

112048